ہفت روزہ
# خدام الدین

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس اللہ سرہ العزیز



## لیلۃ القدر
### کی دُعائے خاص

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھے بتائیے کہ اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا عرض کروں اور کیا مانگوں؟ سیّد الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا یہ دعا مانگو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

(ترجمہ) اے میرے اللہ! بے شک تو بہت معاف کرنے والا اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے۔ پس تو مجھے بھی معاف کر دے۔

رواہ احمد والترمذی و ابن ماجہ

وہ رات یقیناً شبِ قدر ہے جس میں اللہ رب العزّت اپنے بندے سے راضی ہو کر اس کے گناہوں کو معاف کر دے اس لیے معلوم نہیں کہ کون کس رات گناہوں کا دامن آنسوؤں سے دھو کر لیلۃ القدر کو پائے گا۔ ہر رات شبِ قدر ہے اگر اس کی قدر تم جان لو

معلّمہ امّت اُمّ المؤمنین رضؓ نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھ کر جو دُعا بتائی ہے جس رات وہ قبول ہوگی وہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ قدر والی ہے۔

۱۴ر جون ۱۹۸۵ء

-/۲ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
# خدام الدین
لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۴۸

— بیاد —
جانشینِ شیخ التفسیر امام الہدیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور
نور اللہ مرقدہٗ

رئیس الادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری
مدظلہٗ

— مجلس ادارت —
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : ۲/- روپے

پاکستان میں بذریعہ ——— ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے ۸۰/- روپے
ششماہی ۲۶ شمارے ۴۵/- روپے

۲۴ رمضان ۱۴۰۵ھ

## نقطۂ نظر

# پاکستانی قوم
## قُلُوبُھُمْ شَتّٰی

پاکستان ایک ملک ہے، اس کا اساسی نظریہ ایک ہے یعنی وہ دین جو رب العالمین نے قیامت تک آنے والی نسل آدمیت کی فلاح و نجات کے لئے حضور رحمت للعالمینؐ پر نازل فرمایا ہے نظریۂ پاکستان اور استحکام پاکستان کے علمبردار ہمارے لیڈر اور حکمران جب کبھی قوم سے ہمکلام ہوتے تو محسوس ہوتا کہ وہ قوم کے درد اور ملک کی سلامتی و استحکام کی فکر میں اپنی صحت و وجود کو داؤ پر لگا چکے ہیں۔ مگر اب تو یہ تکلف بھی باقی نہ رہا۔ کہاں کا ملکی مفاد اور کیسا قومی درد، اب تو صوبے ہیں، علاقے اور شہر ہیں۔ بستیاں اور وادیاں ہیں جہاں کا رہنے والا ہر سیاسی افلاطون اسے ایک الگ ملک اور علیحدہ قوم قرار دے کر اپنی سیاست اور جاہ و شہرت کی دکان چمکا رہا ہے۔ کراچی میں بہاری اور پٹھان ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے۔ شہر ایک، ملک ایک مگر اورنگی ٹاؤن اور بنارس و پٹھان کالونی نے بیروت کی مختلف النوع افواج کی مورچہ بندیوں کا سماں باندھ دیا۔ شہر کے کچھ علاقوں میں زندگی اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ رواں دواں مگر لسبیلہ اور تین ہٹی سے ندی کے اس پار داخلہ ناممکن، یہ تو عامۃ الناس نے کیا، نہیں عوام کیا ہیں۔ بٹیر نہیں لڑتے استادوں کے ہاتھ لڑایا کرتے ہیں۔ اور اب نہری پانی کی تقسیم کے موضوع پر حکمرانوں اور لیڈروں کی صلاحیتوں کے جوہر کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے ارکان نے کہا۔ تربیلا میں پانی روکنا پنجاب کے خلاف سازش ہے۔ ایسا لگتا ہے سندھ کے حکام کے

ناشر، میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور



# درسِ حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیئُ دولاً والامانۃُ مغنماً والزکوٰۃ مغرماً وتعلم لغیر الدین واطاع الرجلُ امرأتہٗ وعقّ اُمّہٗ وادنیٰ صدیقہٗ واقصیٰ اباہُ وظھرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلۃ فاسقھم وکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافۃ شرہٖ وظھرت القینات والمعازفُ وشربت الخمور ولعن آخر ھذہٖ الامّۃ اوّلھا فارتقبوا عند ذالک ریحاً حمراء وزلزلۃً وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآیاتٍ تتابع کنظام قطع سلکہٗ فتتابعَ

(رواہ الترمذی)

جانشین امام الہدیٰ
## مولانا محمد اجمل قادری
کا ختم قرآن پاک کی محافل میں شرکت کا

# پروگرام

اکیسویں شب : آبکاری روڈ مسجد اللہ جوایا والی۔

بائیسویں شب : مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ ختم دورہ تفسیر قرآن۔ علامہ نورالحسن شاہ بخاری اس موقعہ پر خصوصی خطاب فرمائیں گے۔

تئیسویں شب : دہلی مسلم ہوٹل انارکلی بازار

چوبیسویں شب : فیروزپور روڈ نزد جامعہ اشرفیہ

پچیسویں شب : چھوٹی مسجد حضرت لاہوری

چھبیسویں شب : جامع مسجد توحید توحید نگر (۲) ماڈل ٹاؤن بلاک جے

ستائیسویں شب : ختم قرآن تراویح و جلسہ تقسیم اسناد طلباء دورۂ تفسیر قرآن جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور۔

اٹھائیسویں شب : مسجد کٹڑی باوا۔ اندرون شیرانوالہ گیٹ۔

۲۔ مسجد ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ

۳۔ رہائش گاہ خالد بٹ صاحب شاد باغ لاہور

انتیسویں شب : وحدت روڈ پائلٹ ہائی سکول

بقیہ : کیپٹن جیکز کوسٹو

ہے اور کوئی بھی شخص آج انہیں پڑھ سکتا ہے اور چھان بین کر سکتا ہے۔

کیپٹن کوسٹو نے قرآن مجید کی طرف رجوع کیا تو ایک حیرت انگیز کیفیت ان پر طاری ہو گئی اور پکار اٹھے کہ بلاشبہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور الہامی کتاب ہے۔

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات دو پانیوں کی آڑ کا ذکر اس طرح کرتی ہیں :۔

(۱) "اسی نے دو سمندر رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے (۵۵ : ۱۹ : ۲۰)

۲۔ بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے بیچ میں نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور کس نے دو سمندروں کے بیچ اوٹ بنائی۔ یہ سب کچھ خدا نے بنایا تو کیا خدا کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان میں اکثر عقل و دانش نہیں رکھتے (۲۷ : ۶۱)

سوا ملک میں کوئی اختیارٹی نہیں اور کراچی کے ایک صحافی کی اپنے اخبار کو اطلاع کے مطابق سندھ کے وزیر اعلیٰ نے فرمایا۔ پنجاب اسمبلی کے ارکان شوق سے استعفیٰ دیں۔ جب تک سندھ کی ضرورت پوری نہ ہو چشمہ لنک کینال کے نہر کو پانی نہیں دیا جائے گا ۔ پنجاب کے وزیر آبپاشی نے انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں کہا "وہ کہتے ہیں اس سال پانی نہیں ملے گا، آئندہ ایڈہاک انتظام کرنا ہوں گے۔ یہ مؤقف وفاقی حکومت اور سندھ کی حکومت دونوں کا ہے۔ یہ باتیں کس فکر اور کس سوچ کی غماز ہیں۔ اقتدار کے ان ناخداؤں کو نہیں معلوم کہ پنجاب اور سندھ دونوں ایک ملک میں واقع ہیں جہاں کے عوام کی زبان و ثقافت اگرچہ چنداں مختلف ہے مگر ان میں سے ہر ایک کا مفاد دوسرے کا مفاد اور دوسرے کا نقصان پہلے کا نقصان ہے وہ ایک ہی ملک کے دل و دماغ ہیں کیا ان میں بسنے والے انسان ایک پاکستان کے عوام نہیں ہیں ؟ نہریں سندھ کی سوکھی رکھی جائیں یا پنجاب کی، پیداوار کا نقصان پورے پاکستان کو متاثر نہیں کرے گا ؟ بنگلہ دیش میں سمندری طوفان نے قیامت صغریٰ برپا کی تو صدر جنرل ضیاء الحق اظہار ہمدردی کے لئے بھاگے بھاگے وہاں پہنچے۔ اور امداد کے لئے صدارتی فنڈ قائم کر دیا گیا۔ قحط اور خشک سالی سے سندھی اُجڑ جائیں تو کیا پنجابیوں کا کلیجہ بھائیوں کی مصیبت پر نہیں پھٹے گا۔ پنجابی بھوکے مر جائیں، پیاس سے ان کی زبان کانٹا ہو جائے تو سندھیوں کو ان پر ترس نہیں آئے گا ؟ کیا غوث علی شاہ، وزیر اعظم جونیجو انہیں ہمدردی کا پیغام نہیں دیں گے ؟ یقیناً انہیں ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹنا پڑے گا — تو پھر یہ علاقائیت اور صوبائیت کا عفریت سر کیوں اٹھا رہا ہے ؟ ان حکمرانوں اور لیڈروں کو جو پاکستانی قوم کو صوبوں میں بانٹ کر ان کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں یہ بتانا ہم اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں کہ اگر تم نے قوم و ملک کی سلامتی اور اجتماعی مفادات کو اپنے اقتدار اور سیاست کی بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس ملک کی تو اللہ تعالےٰ حفاظت کرے گا مگر تم اپنے ایمان کی فکر کرو کیونکہ حضور ختمی مرتبتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا پڑوسی اگر رات کو بھوکا سو گیا اور تم نے اس کی خبر گیری نہ کی، آرام سے اپنے گھر میں سوئے رہے تو ہمارے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمارے لیڈران قوم تو اپنے پڑوسی کو خود بھوکا پیاسا رکھنے میں کوشاں ہیں۔ ایک مسلمان وہ

## جمعة الوداع — یوم تجدید عہد

### ضروری التماس

"یوم تجدید عہد" کے سلسلہ میں آپ جہاں کہیں کوئی پروگرام ترتیب دیں مجلس و اجتماع، جلسہ و مذاکرہ جو بھی منعقد کریں اس کی خبریں ملک کے اخبارات کو بھیجنے کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ خدام الدین کو بھی بغرض اشاعت ارسال فرمائیں۔

الملتمس : عبدالرشید انصاری



تھے کہ میدانِ جنگ میں زخموں سے چُور جاں بلب مجاہد کو جب پانی پیش کیا گیا تو اس نے اشارے سے کہا پہلے میرے دوسرے زخمی ساتھی کو پانی پلاؤ مگر اس کے کان میں ایک اور کی درد بھری آواز پڑی تو اس نے تیسرے کی طرف اشارہ کر دیا کہ پہلے اس کے منہ میں پانی کی بوند ڈالو اس طرح وہ ایک دوسرے پر فدا ہوتے چلے گئے۔

ع تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو ؟

دولت کے پجاری، چڑھتے سورج کے پرستار، اخلاق و شرافت سے بیگانہ، اقوام غیر کے فکری غلام، عیار اور رشوت خور، مفادات کے بندے اور اسلام کے مقدس نام کا اپنی ناپاک اغراض کے لئے استحصال کرنے والے نام نہاد مسلمان کہ "جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔"

۵/۶/۸۷

شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد گوندلوی کا

## انتقال

ممتاز اہل حدیث عالم دین اور جمعیۃ اہل حدیث کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد گوندلوی نوے سال کی عمر میں گوجرانوالہ میں انتقال فرما گئے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم مولانا حافظ محمد

(باقی ۱۷ پر)

امام الہدیٰ

حضرت مولانا

عبیداللہ انورؒ

نے فرمایا :-

# راہروانِ حق کی یاد — اور — اُن کی متابعت

بلاشبہ اسلام نے مسلمانوں کو اپنے اکابر، اسلاف اور بزرگوں کے یوم ولادت یا یوم وفات منانے کا باقاعدہ حکم نہیں دیا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو تابناک ماضی سے رشتہ منقطع کرنے یا امّت کے محسنوں کی خدمات، قربانیاں اور انقلابی تعلیمات کو فراموش کر دینے کا سبق دیتا ہو بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ بزرگانِ دین اور اکابرینِ حق کے ڈے اور برسیوں کے نام پر طرح طرح کی رسوم و بدعات پھیلانے کی تو مخالفت کرتا ہے مگر ان کے پُرخلوص اتباع اور ان کی پاکیزہ روایات اور طریقوں کو زندہ اور تازہ رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ انبیاء، صدّیقین، [illegible] شہداء اور صالحین کی یاد قائم رکھنے کیلئے اس نے ایسا پروگرام وضع کر دیا ہے جس سے کوئی دن بھی خالی نہیں رہا۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کی روح پرور دعا رہروانِ حق اور اہل صداقت کی اتباع کے مضمون کی سرخی ہے کہ روزانہ پانچوں نمازوں کی ہر رکعت میں انسان دعا کرتا ہے اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا فرما جو تیرے ان برگزیدہ بندوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہوا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے اکابر اہلِ حق کی قربانیوں، اشاعت حق اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے ان کے طریقِ جد و جہد اور آثار و نقوشِ عزیمت کو عام کیا جائے اور آنے والی نسلوں کو ان سے متعارف کرایا جائے۔ کیونکہ ان کے نقوشِ پاک کی پیروی ہی توحید و سنّت پر کامل ایمان اور اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی ضمانت ہے۔

۱۹۷۴ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یاد میں برکت علی ہال لاہور میں منعقدہ جلسہ سے خطاب۔

خطبہ جمعہ

مرتب

عبدالرشید انصاری

# گھروں میں مذہبی تعلیم عام کرنا۔ دین کی رُوح اور قوانین کا مسلمانوں کو پابند بنانا۔ بھوک پیاس کے مسائل حل کرنے کا احساس پیدا کرنا اور اسلامی معاشرہ کو منظم و مربوط بنانا روزے اور رمضان کے عظیم مقاصد ہیں

جُھوٹے اقوال و اعمال کو جو شخص ترک نہ کرے اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی اللہ کو کوئی پروا نہیں

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کیے گئے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

حضرات گرامی! اللہ تعالےٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایک مرتبہ پھر اس ختم ہو جانے والی زندگی میں رمضان کے مہینہ کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ بہت سے لوگ جو گذشتہ رمضان میں ہمارے ساتھ اس دنیا میں موجود تھے آج نہیں ہیں۔ اسی طرح آج جو موجود ہیں آئندہ رمضان کے موقعہ پر پتہ نہیں ہم میں سے کون کون یہاں نہیں ہوگا۔ اس لیے یقیناً رمضان المبارک میں موجود ہونا اور اس کے فیوض و برکات کے حصول کے لیے ہمارا روزے رکھنا راتوں کو قیام کرنا، منکرات اور گناہوں سے بچنے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کے لیے طبیعت کا آمادہ ہونا، قرآن مجید کی تلاوت، حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور اللہ رب العزت کے پاک نام کے ذکر میں ہر وقت مشغول رہنے کی کوشش کرنا۔ ہمارے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ انسان کا کمال نہیں اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔



**دُنیا کے آدھے مسلمان بھی روزے کی رُوح کو اپنا کر میدانِ عمل میں نکل آئیں تو امتِ مسلمہ آج بھی اپنی عظمتِ رفتہ دوبارہ حاصل کر سکتی ہے**

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت شیخ التفسیر مولٰنا احمد علی قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ ماہِ رمضان میں تین چیزیں مقصود نظر آتی ہیں۔

اوّل: گھروں میں مذہبی تعلیم پھیلانا۔

دوم: قانون مذہب اور روح مذہب کا پابند بنانا۔

سوم: انتظام کرنا یعنی اسلامی معاشرہ کو منظم و مربوط بنانا۔

ان مقاصد عظیمہ کا حصول اس طرح ممکن تھا کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک انسان کو ایک خاص ماحول میں رکھ کر چوبیس گھنٹے اس کی تربیت کی جائے۔ آپ نے سُنا ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک میں جنّت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنّم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس ارشادِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مطالب و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں ظاہری عبارت کے بجائے ارشادِ نبوّت کے اصل مقاصد اور روح کو سمجھو گے تو بات بنے گی ورنہ ظاہراً تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے لیے جنّت کے دروازے ہر وقت کھُلے ہیں۔ رمضان میں دروازے کھُل جانے کا مطلب تو یہ ہُوا کہ باقی گیارہ مہینے سے جنت کے دروازے بند تھے۔ اسی طرح رمضان میں جہنّم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو کیا کافر و مشرک جو رمضان میں مر جائے وہ جہنّم میں نہیں جائے گا؟ ضرور جائے گا۔ خدا کے دشمنوں اور دین کے باغیوں کا ٹھکانہ دوزخ کی آگ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اسی طرح رمضان میں شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دینے کا مسئلہ اللہ تعالےٰ نے ابلیس کی درخواست پر اُسے قیامت تک کے کھُلی چھٹی دے رکھی ہے کہ تم جو کچھ بھی کر سکتے ہو کر لو مگر نیک بندے تیری اتباع نہیں کریں گے اور جو تیری تابعداری کریں گے لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ تم سب سے جہنّم کو بھر دوں گا۔

اس حدیث پاک کا مطلب حضرت شاہ ولی اللہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں مسلمان مرد و عورت روزہ رکھنے کے لیے بوقتِ سحر اپنا آرام چھوڑ کر جب اُٹھتے ہیں تو ان کا سحری میں مشغول ہونا یہ صرف اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کے لیے ہوتا ہے۔ پھر سحری کے بعد افطاری تک وہ اس بات کے پابند ہو جاتے ہیں کہ حرام تو کیا حلال بھی نہیں کھائیں گے۔

جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کسی کی غیبت اور چغلی نہیں کریں گے۔ کسی کو گالی نہیں دیں گے۔ کسی کا حق نہیں ماریں گے۔ فحش گوئی اور لغویات سے اجتناب کریں گے، یعنی دین کے مخالف کسی بات کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔ افطاری کے بعد ضرورت کے مطابق

نبوت نے اپنی عظمت وجامعیت کے مطابق اسے یوں بیان فرمایا کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ یقیناً مؤمن روزہ داروں کے لیے جو روزے کے تمام آداب پورے کرتے ہیں اُن کے

کی گندگی سے آلودہ کر سکے حتیٰ کہ عید کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور بندیوں کی بخشش کا عام اعلان فرما دیتے ہیں تو شیطان سر پیٹ کر رہ جاتا ہے کہ روزہ داروں پر اُس کی شیطنیت کا کوئی فریب نہ چل سکا۔ اس کی محنت کام نہ آئی۔ اُس کے ہاتھ پاؤں پورا مہینہ شل ہو

**رمضان میں روزہ دار مسلمانوں کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے کہ بندگانِ خدا کو نیکی کی راہ سے ہٹانے اور برائی کی گندگی سے آلودہ کرنے کا شیطانوں کو موقعہ ہی نہیں ملتا**

کھانے پینے اور اپنے کاموں سے فراغت پا کر روزہ دار پھر نماز و تراویح میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعدہ کوشش کرتے ہیں کہ جلدی سو جائیں کیونکہ سحری کے لیے پھر جلدی اٹھنا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دن اور رات میں ہر وقت گناہوں سے دُور رہنا اور نیکی پر عمل کرنا یہ ذریعہ ہے مؤمن کے جہنم سے نجات اور جنت میں داخل ہو جانے کا زبانِ

لیے رمضان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کے مطابق دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی سمجھ لیں کہ مسلمان روزہ دار رمضان میں چونکہ ہر وقت دین پر عمل کرتا ہے، نیکی کی راہ پر گامزن رہتا ہے اس لیے شیطان لعین کو موقعہ ہی نہیں مل پاتا کہ وہ اپنا شر پھیلائے اور بندگانِ خدا کو برائی

کر رہ گئے۔ اس کیفیت کو شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یوں بیان فرمایا کہ رمضان میں شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ ورنہ جہاں تک فساق و فجار کا تعلق ہے وہ رمضان میں نماز روزہ ہر چیز ترک کر کے برائی کے ارتکاب میں اور تیز ہو جاتے ہیں نیکی اور اس پر عمل کرنے والوں کا مذاق بھی اُڑاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ رمضان میں



صبح و شام دن اور رات مسلمانوں کو ایک ہی طرح کے نماز روزے کے نظام میں منسلک رکھ کر مشیتِ الٰہی ان کو تربیت اور ٹریننگ دیتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انہیں قانونِ الٰہی کا پابند بنایا جائے۔ ان میں یہ شعور پختہ ہو کہ مختلف علاقوں اور ملکوں میں رہنے اور ان گنت

ہر خاص و عام پر یہ حقیقت بھی عملاً واضح ہو جاتی ہے کہ روٹی پانی نہ ملنے سے انسان پر کیا کیفیت طاری ہوتی اور بھوک افلاس سے کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ نمازِ ظہر کے بعد روزے کی حالت میں ایک اچھا خاصا صحت مند انسان ٹھنڈے اور آرام دہ کمرے میں

بات بھی کہے تو سننے کی تاب نہ لانا عملاً یہ بتاتا ہے کہ جب چند گھنٹے کی بھوک اور پیاس سے گھریلو نظام درہم برہم ہو سکتا ہے۔ عقل و ہوش کو دن میں تارے نظر آ سکتے ہیں، تو ان غریبوں اور محنت کشوں کی ہمت اور ایمان کی پختگی کا اندازہ تو کرو کہ بارہ مہینے بھوک اور مسائل جن کا پیچھا نہیں

**سحری کے بعد افطاری تک روزہ دار اس بات کے پابند ہو جاتے ہیں کہ حرام تو کیا حلال بھی نہیں کھائیں گے۔ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ کسی کی غیبت اور چغلی نہیں کریں گے۔ یعنی دین کے مخالف کسی بات کے قریب بھی نہیں جائیں گے۔**

رنگوں، نسلوں اور قوموں میں منقسم ہونے کے باوجود وہ ایک ہیں۔ اُن کا دین ایک ہے، خدا ایک اور ان کا رسول ایک ہے۔ وہ ایک ہی نظامِ حیات کے پیروکار ہیں اور انہیں یہ احساس ہو کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہمیں اپنے رب کے حکموں اور اس کے آخری نبیؐ کی سنتوں کا اتباع کرنا ہے۔ اگر ایسا نہ ہُوا تو شیطان ہمیں بہکا کر جہنم کے دہانے پر لے جائے گا اور روزے کی برکت سے

ہونے کے باوجود نڈھال ہو جاتا ہے اور بڑے دولت مند اور افسر طبقہ کے فرد نے روزہ رکھا ہو تو دن ڈھلنے کے ساتھ ساتھ پورے گھر میں ایک سنّاٹے کی فضا بڑھتی چلی جاتی ہے اور نوکر اُن کے کمرے کے قریب جانے کی جرأت نہیں کر پاتے کیونکہ صاحب بہادر نے آج روزہ رکھا ہُوا ہے۔ ان کا چڑچڑا پن اور ہر کام چھوڑ کر بستر پر دراز ہو جانا کوئی عقل کی

چھوڑتے جو محض معاشی تنگدستی کے باعث اپنے بچّوں کو اچھی تعلیم نہیں دلا سکتے، ازدواجی مسائل اور گھر کے جھگڑے سائے کی طرح ان کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں اور تم انہیں بے وقوف، جاہل اور اجڈ ہونے کے القابات سے نوازتے ہو۔ آم میٹھا ہوتا ہے۔ اس کا گودا رس بھرا ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو ایسی اور ایسی ہوتی ہے۔ آپ لاکھ بیان کرتے رہیں مگر جب تک

آم کھایا نہیں جائے گا کسی کو اس کے اصل ذائقے کا علم ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح ایئر کنڈیشنڈ بنگلوں اور محلات میں رہنے والی مافوق البشریت مہذب مخلوق کو آپ لاکھ سمجھاتے رہیں کہ بھوک کیا ہوتی ہے؟ اس سے کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں؟ تو یہ بات نہ سمجھی جو خود بھوکا پیاسا رہ کر سمجھ آتی ہے۔ اس لیے روزے کا ایک

**روزے کی برکت سے ہر خاص و عام پر یہ حقیقت بھی عملاً واضح ہو جاتی ہے کہ روٹی پانی نہ ملنے سے انسان پر کیا کیفیت طاری ہوتی ہے اور بھوک افلاس سے کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں۔**

انقلابی فائدہ یہ بھی ہے کہ سال میں ایک مرتبہ پورا مہینہ معاشرے کے تمام افراد عملاً اپنی خورد و نوش اور غذائی صورت حال میں یکسانیت پیدا کر کے بھوک اور پیاس کی مسائل آفرینی کا مشاہدہ کرتے ہیں تاکہ سب کو معلوم ہو کہ بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا کتنا ضروری ہے۔ عوام کی تعلیم، رہائش، صحت اور خوراک کا انتظام کرنا حکومت کے فرائض میں کیوں شامل ہے۔ ایک پانی اور بجلی کا مسئلہ ہی آپ کے سامنے ہے۔ پنجاب کے لوگوں نے تو مسلسل صبر سے کام لیا مگر کراچی کے لوگ فوراً سڑکوں پر نکل آئے اور پورے شہر کا نظام معطل ہو کر رہ گیا۔

حضرات گرامی! روزہ محض بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے۔ روزے کی ایک رُوح ہے اور اس کے مقاصد ہیں جن کے لیے روزہ فرض کیا گیا۔ قرآن کہتا ہے لعلکم تتقون۔ روزے کا مقصد تمہیں متقی بنانا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ روزوں کی گنتی پوری کرو یعنی سفر یا بیماری کے باعث روزے اگر نہ رکھ سکو تو بعد میں ان کا پورا کرنا تم پر ضروری ہے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تاکہ تم اللہ کی کبریائی کا عملاً اعتراف کرو کیونکہ اُس نے تمہیں ہدایت عطا کی ہے ولعلکم تشکرون اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

قرآن کی زبان میں روزے کے یہ مقاصد ہیں اور اگر یہ مقاصد پورے نہ ہوں تو بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث نبویؐ میں صاف صاف ارشاد ہے مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ یعنی جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پروا نہیں اور دوسری حدیث میں یہ بھی ہے: اَلْغِيْبَةُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ یعنی چغلی اور غیبت سے روزہ دار کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ روزے اور رمضان کو اس کے پورے آداب اور تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورا کیا جائے تب ہی یہ روزہ قیامت کے دن خدا کی بارگاہ میں ہماری سفارش کرے گا اور یقین کریں اگر دنیا کے ایک ارب مسلمان نہیں ان میں سے آدھے بھی



# ذکرِ الٰہی

## اللہ کے ذکر سے رُوح کو تازگی ملتی ہے اور دل روشن ہو جاتا ہے

تحریر: حافظ عبدالباسط، جلالیہ ضلع اٹک

اس کائنات کی ہر چیز خدا کی حمد و ثنا میں مشغول ہے علوی و سفلی ہر دو جہاں یادِ الٰہی کی وجہ سے خالقِ کائنات کی عبادت میں مصروف ہیں۔ آسمان و زمین، رعد و برق انتہائی زور و شور سے صبح و شام انسانوں کو وجود الٰہی کا یقین دلا رہے ہیں رعد و برق کی تسبیح کے ساتھ ہی فرشتے بھی بادلوں میں حمدِ الٰہی کے ترانے گاتے ہیں۔ بادل رعد و برق کو لیے ہوئے ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ صنعت و قدرت الٰہیہ کا عجیب و غریب نظارہ پیش کرتے ہیں ہوائیں ایک جانب سے دوسرا جانب نہایت تیز رفتاری سے ثناء الٰہی کے ترانے گاتی ہوئی بھاگ رہی ہیں تو مرغانِ چمن صبح سویرے ہی نہایت سُریلی آواز میں جنگلوں بیابانوں میں اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ غرض کہ کائنات کی ہر شے اللہ کے ارادے اور حکم کی محکوم ہو رہی ہے۔ اسی کو طلب کر رہی، اس کے قانون کے مطابق چل رہی ہے مگر اس کے مقابلے میں ضعیف و کمزور انسان کی آواز ہے جو خدا ہی سے جھگڑے میں مصروف ہے۔ اگر زمین و آسمان کی ساری مخلوق نے کائنات میں تسبیحاتی فضا قائم کر رکھی ہے تو اس کے برعکس انسان نے فضاء عالم کو اپنے گناہوں کی آلودگیوں سے بے حد مکدر کر دیا ہے۔ فرشتے جو زمین کی ہر جگہ میں عبادتِ الٰہیہ میں مشغول ہیں وہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے تنگ آ چکے ہیں۔ جھوٹ، غیبت کی بدبو انہیں پریشان کر دیتی ہے۔ صوفیاء کرام نے فرمایا کہ جب کوئی شخص عبادت کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن

**کائنات کی تسبیحاتی فضا میں انسان بگاڑ پیدا کر رہا ہے!**

**فرشتے ان مجالس کو تلاش کرتے ہیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے**

کی اصلاح کرکے عبادت میں مشغول ہو تاکہ اس وقت جو غیبی مخلوق حاضر ہو اُسے گناہوں کی بدبو کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ کیونکہ وہ اپنے دل کی پاکیزگی نفاست کی وجہ سے گناہوں کی بو کا ادراک کر لیتے ہیں۔ غرضیکہ کائنات کی ہر شے انسان کو یاد الٰہی کی جانب متوجہ کر رہی ہے۔

خدا کا ذکر کرنے کی وجہ سے روح تازہ ہو جاتی ہے۔ اور دل روشن۔ خدا کا نام اجتماعی شکل میں لینا بھی باعثِ برکت اور اجر و ثواب کا ذریعہ ہے اور اس کی وجہ سے روح و دل کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور فرشتے ان مجلسوں کو تلاش کرتے ہیں جن میں خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ اور جب ایسی مجلس ان کو مل جاتی ہے تو اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ مجلس کے اختتام پر جب دربار الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں تو رب ذوالجلال اُن سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں پایا تو وہ عرض کرتے ہیں وہ تیری یاد میں مصروف تھے۔ خداوند ذوالجلال ارشاد فرماتے ہیں تم گواہ رہو میں نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

خدا کے بہت سے نام ہیں جس نام سے بھی اسے یاد کیا جائے باعثِ خیر و برکت ہے اُس سے انسان کا دل و دماغ معطّر ہو جاتا ہے اور روح میں روحانیت کی ایسی روشنی آ جاتی ہے جس کے مقابلے میں سورج کی روشنی کی کچھ وقعت نہیں کیونکہ سورج کی روشنی اس وقت ختم ہو جاتی ہے جب سامنے بادل آ جائیں جبکہ معرفت اور ذکر الٰہی کی روشنی کو سات آسمان بھی نہیں روک سکتے اور وہ عرش بریں تک پہنچ جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه

سورج دن کو ضیا پاشی کرتا ہے مگر رات کو چھپ جاتا ہے۔ جبکہ معرفت اور ذکر الٰہی کی روشنی رات کو مزید بڑھ جاتی ہے۔

ارشاد باری ہے۔ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلاً۔

سورج کے سامنے چاند آ جائے تو سورج کو گہن لگ جاتا ہے۔ مگر معرفت و ذکر الٰہی کے سورج لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ جب محمد رسول اللہ کا چاند متصل ہو جاتا ہے تو پھر اس کی روشنی دل و دماغ اور دیگر اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے۔ سفید کاغذ پر قرآن مجید

**سورج کی روشنی بادلوں سے چھپ جاتی ہے جب کہ ذکر الٰہی کی روشنی کو سات آسمان بھی نہیں روک سکتے۔**



حکیم محمد سعید

# ۲۷ رمضان یومِ نزول قرآن

# یوم استقلال پاکستان

اسلام توہم اور کورانہ تقلید کو عقل و خرد کی توہین اور شعور و ادراک کی محرومی قرار دیتا ہے۔ طبعی تصورات ہوں یا مابعد الطبعی معتقدات اسلام ہر باب میں تفکّر و تدبر کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ نہ ہو تو کیا ہو؟ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر غور کرنا اقدام و عمل کے ہر موڑ پر فرد کے لیے بھی ضروری ہے اور قوموں کے لیے بھی۔

یہ صحیح ہے کہ احکام خداوندی کا ایک حصّہ ایسا بھی ہے جن میں بقول شاہ ولی اللہ تعقل سے زیادہ تعبد سے کام لینا چاہیئے اور مصالح کے ادراک کی سعی و کاوش نہیں کرنی چاہیئے۔ اس لیے کہ محدود عقل خداوند تعالےٰ کی حکمت کے ہر پہلو کا احاطہ نہیں کر سکتی لیکن عمرانی اور تہذیبی امور، معاشرتی اور تمدنی مظاہر اس ضمن و ذیل میں نہیں آتے۔ ان کے تعین کے لیے ہمیں مصالح پر غور کرنا ہوگا۔ کسی چیز کو اپنی معاشرت اور تہذیب کا جزو بناتے ہوئے ہمیں روایات و اقدار کی جستجو کرنی ہوگی اور اس جستجو کا نقطۂ آغاز یہ ہوگا کہ ان روایات کا کوئی تعلق اسلام سے ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اس تعلق کو ہم بالفاظِ دیگر تشخص کہتے ہیں۔ تشخص کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی بات اس طرح ہماری روایت اور ہمارے شعار کی حیثیت اختیار کرلے جس کی بناء پر ہم دوسروں سے ممیز ہو سکیں گویا قومی اور تہذیبی امور کا اہم مسئلہ تشخص بھی ہے۔ یہ تشخص انفرادی رفتار اور گفتار کے ساتھ ساتھ قومی فکر و کردار میں بھی ہونا چاہیئے۔ اس سے تو انکار ممکن نہیں ہے کہ خوشی اور مسرت یا رنج و غم کے احساسات سارے انسانوں اور ساری قوموں میں مشترک ہو سکتے ہیں لیکن ان کے اظہار کے اسالیب یکساں نہیں ہو سکتے۔ پھر یہ بھی ہے کہ رنج و خوشی کے مواقع بھی مختلف اور غیر مشترک ہو سکتے ہیں۔

اس نقطۂ نظر سے ہمیں اپنی قومی تقریبات اور اپنے قومی دنوں کا بھی جائزہ لینا چاہیئے۔ ہم جن دنوں کو قومی کہتے ہیں اور جن کا اہتمام ملک گیر پیمانے پر کرتے ہیں کیا ان دنوں کی پشت پر کچھ روایات اور ان کی تہوں میں کچھ تاریخی و تہذیبی مضمرات بھی کارفرما ہیں یا محض ہم اس لیے یہ قومی دن مناتے ہیں کہ دوسرے بھی ایسا کرتے ہیں؟

میں بطورِ خاص قوم کی توجہ "یوم استقلال" کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور یہ پہلا اتفاق نہیں ہے بلکہ قوم و ملک کو اس مسئلے کی طرف کئی بار متوجّہ کر چکا ہوں اور آج پوری وضاحت کے ساتھ حقائق قوم کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ مسئلے کے

سارے پہلوؤں کا جائزہ لے کر اس مطالبے کی صداقت کا ادراک کر سکے۔

ہم نے یوم استقلال عیسوی سال اگست کی چودھویں تاریخ کو منانے کی روایت شروع کی ہے جو آج بھی باقی ہے اور بادی النظر میں اس کا جو محرک ہے وہ یہ کہ اس تاریخ کو پاکستان کے قیام کا اعلان ہُوا تھا اور انگریزوں کی غلامی سے نجات ملی تھی۔ ہمارا پڑوسی ملک ۱۵ اگست کو یوم استقلال مناتا ہے اس لیے کہ اس کے خیال میں اسی تاریخ کو ہندوستان آزاد ہُوا تھا۔ بلاشبہ دونوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ خوشی، مسرت کا اہتمام کریں اور یوم استقلال منائیں۔ اس لیے کہ آزادی، استقلال اور حریت ہر قوم کے لیے ایک نعمت ہے اور اسلام تو عالمگیر اور فطری مذہب ہونے کی بنا پر آزادی اور حریت کو افراد و اقوام کا فطری حق سمجھتا ہے اور اس کا داعی ہے اس لیے مسلمانوں کو بھی اس قومی دن پر جشن مسرت کا یقیناً اہتمام کرنا چاہیئے۔

لیکن مسئلے کا اصل پہلو صرف یہ نہیں ہے کہ ہمیں اس تاریخ کو آزادی اور استقلال کی نعمت ملی تھی اور ہم صرف اسی کی جدّوجہد کر رہے تھے اور اسی تاریخ کو منزل سے ہمکنار ہوئے تھے۔ اس لیے ۱۴ اگست کو یوم استقلال مناتے ہیں۔

دراصل ہماری جدّوجہد اپنے پڑوسی ملک کے مقابلے میں زیادہ مثبت اور وسیع جہت رکھتی تھی۔ ہم صرف آزادی نہیں چاہتے تھے بلکہ ایک آزاد مملکت بھی چاہتے تھے اور یہی وہ جنگ ہے جو ہم دو محاذوں پر لڑ رہے تھے۔ ایک محاذ تو برطانوی اقتدار تھا جو اس کو تسلیم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دوسرا محاذ ہندو ذہن تھا۔ انگریز نے سیاسی طور پر ہمارے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا لیکن ہندو ذہن و عصبیت کے محاذ پر مسلمانوں کو گھر بار اور جان و مال کی بھاری قربانی دینی پڑی اور انہوں نے اپنے لہو سے اس آزاد مملکت کا نام پاکستان رکھا۔ جہاں تک آزادی کا تعلق ہے وہ اس کے بغیر مل رہی تھی اس لیے کہ انگریزوں نے اقتدار اہلِ ہند کے حوالے کر دینے کا اعلان کر دیا تھا مگر ہم کچھ اور چاہتے تھے۔ ہمارے نزدیک آزادی حکومتوں کی تبدیلی کا نام نہیں ہے بلکہ کسی سرزمین پر ایک مستقل نظام کے قیام کے حق اور موقع کا نام آزادی ہے اور وہ مستقل نظام سیاسی، سماجی دنیوی اور دینی سب کچھ ہے۔ انبیائے کرامؑ نے اس کے قیام کا وعدہ ازل میں کیا تھا اور ہم ان کی نیابت میں اس کے قیام پر مامور ہیں۔

یہیں سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ ہماری جدّوجہد کا مطمع نظر کچھ اور تھا اور دوسری قوموں کا اور تھا۔ ہم صرف انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدّوجہد نہیں کر رہے تھے بلکہ انسانوں پر اپنے جیسے انسانوں کے اقتدار کے خلاف جدّوجہد کر رہے تھے اور ایک مملکت کو اس کی مثال بنا کر ساری دنیا کو اس حریت کی دعوت دینا چاہتے تھے۔

ہم پر اللہ کا کرم ہُوا۔ ہماری آہیں بابِ رحمت سے ٹکرائیں اور دعائیں مستجاب ہوئیں۔ شہیدوں کے لہو نے بہار رنگ و بو کا سامان کیا اور مملکتِ پاکستان وجود میں آگئی یعنی بیک وقت ہمیں دو نعمتیں ملیں۔ ایک آزادی دوسری مملکت خداداد، جس کا مطالبہ ہم نے نظامِ الٰہی کے قیام کے لیے کیا تھا۔ ہم اگست کی چودھویں تاریخ کو اسی خوشی کی یادگار مناتے ہیں مگر غور کیجئے کہ جو تاریخ ہم نے اس قومی دن کے لیے منتخب کی ہے اس میں مذہبی یا تہذیبی فکر کا کوئی عنصر ہے؟ تاریخ کی اس مناسبت سے انکار نہیں کہ وہ رات ۱۴ اگست ہی کی تھی کہ جب اس نعمت سے ہم سرفراز کیے گئے تھے مگر اگست کو مسلمانوں کی تہذیبی اور مذہبی زندگی سے کیا تعلق ہے؟ ہم اس ماہ مذکور کی اس تاریخ کو یہ عظیم الشان قومی دن منا کر لوگوں کے ذہنوں کو



اس سے زیادہ کیا تصور دے سکتے ہیں کہ اس تاریخ کو ہم آزاد ہوئے تھے۔ اور یہ مملکت وجود میں آئی تھی؟ دراصل اس تاریخ کے انتخاب سے ہماری ذہنی غلامی، غیروں کی کورانہ تقلید اور اپنی تاریخ و تہذیب سے بیگانگی کا ایک خاص انداز ظاہر ہوتا ہے اور اگر زیادہ گہرائی کے ساتھ تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنے کی اجازت بھی ملنی چاہیئے کہ اس طرح ہم تصورِ پاکستان کو اس کے مذہبی سیاسی اور تہذیبی پس منظر کو اُبھارنے میں قطعاً ناکام ہوتے ہیں۔ قرآن اور قرآنی نظام سے وجودِ پاکستان کا جو رشتہ ہے اس کو لوگوں کے شعور کا جز بنانے کے لیے ہمیں کسی تاریخ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ ہماری یہ خوش نصیبی ہے کہ وہ تاریخ ہمیں کاوشوں کے بعد مل سکتی ہے۔ بلکہ اس ۱۴ اگست کی مطابقت میں وہ تاریخ موجود ہے جس نے مملکت پاکستان ہی نہیں بلکہ ساری نوعِ بشر کو آزادی اور حریت کی نعمت سے سرفراز کیا تھا اور انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے دائمی نجات کا ایک ابدی ضابطہ قرآن عظیم کی شکل میں مرحمت فرمایا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ قوموں نے جب بھی اس سے روگردانی کی ہے انہیں کئی آستانوں پر اپنی جبینیں خم کرنی پڑی ہیں اور ادبار و نکبت، زوال و پستی، ذلت و رُسوائی اُن کا مقدر بن گئی ہے۔ تاریخ بشری کی جو سب سے بڑی گمراہی تھی وہ یہی تھی کہ اس نے انسانوں کو اقتدار میں خدا کا شریک ٹھہرا لیا تھا جب کہ واضح حکم یہ تھا کہ:

لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖ اَحَدًا۔

انبیاء کرامؑ اس بنیادی گمراہی کو دُور کرنے کے لیے تشریف لاتے رہے اور آخری بار رحمۃ اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور آپؐ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مکمل دائمی اور ہمہ گیر نعمت انسانوں کو ملی جس پر خوش ہونے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا اور اسے اپنا سب سے بڑا فضل و کرم قرار دیا۔

ترجمہ: آپؐ کہہ دیجئے کہ یہ سب کچھ اللہ کے فضل سے ہے اور مؤمنوں کو اس پر خوش ہونا چاہیئے۔

## ۲۷ رمضان المبارک

آپ کو یاد ہونا چاہیئے کہ اس مملکت کے وجود میں آنے کی جو تاریخ تقویم اسلامی کے اعتبار سے تھی وہ رمضان المبارک کی ۲۷ ویں تاریخ تھی۔ اس ماہ مبارک کی شب ستائیس کو تاریخ انسانی سے جو سب سے بڑی نسبت ہے وہ نزول قرآن کی ہے۔ لَارَیْبَ: کہ یہی وہ مبارک کتاب ہے جس نے انسانوں کو سربلندی عطا کی۔ تصدیق و تائید سے بالاتر ہے یہ حقیقت کہ اس کتاب عظیم نے پوری کائنات کو ممنون کرم کیا اور زندگی کے رازہائے سربستہ اُن پر منکشف کیے۔

اُمّتِ مسلمہ کو اس تاریخ سے دو نسبتیں ہیں۔ پہلی نسبت تو نزول قرآن کی ہے جس پر ایمان کی وجہ سے وہ اقوام عالم میں ممتاز و معزز ہوئی اور دوسری نسبت اس ماہ مبارک اور اس کی اس لیلۃ القدر کو ہے جس کو ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے۔ جس مبارک مہینے کی نسبت خدا نے خود اپنی طرف سے یہ کہہ کر ظاہر فرمائی کہ "رمضان ہمارا مہینہ ہے"!

حیرت ہے کہ ان ساری عظیم الشان نسبتوں سے صرفِ نظر کر کے ہم نے اپنے لیے یوم استقلال منانے کی وہ تاریخ منتخب کر لی ہے جو نہ ہماری تہذیبی روایت کی مظہر ہے اور نہ مذہبی حقیقت کی، بلکہ آزادی کے اس سیاسی تصور کو اُبھارتی ہے جس سے بوئے فساد آتی ہے۔

ہم اگر ۲۷ رمضان المبارک کو یوم استقلال منائیں تو نہ صرف یہ کہ حقیقت کے عین مطابق ہو گا بلکہ ہم پاکستان کے حقیقی تصوّر کو اجاگر کر سکیں گے۔ لوگوں کے ذہنوں میں میثاقِ ازل کی یاد تازہ کر سکیں گے۔ مملکتِ پاکستان میں نظام اسلامی کے قیام کے لیے جدّوجہد کو تیز تر کرنے کا جذبہ پیدا کر سکیں

گے ۔ اپنے ہم وطنوں کو قرآن جیسے فضلِ خداوندی کی عظمت کا احساس دلا سکیں گے ۔ اس کے احترام کے تقاضے کی تکمیل کر سکیں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اس شعور کو بیدار کر سکیں گے کہ قرآن کے ساتھ وفاداری کے عہد نے ہمیں یہ مملکت بخشی اور آج بھی اسی کے ساتھ وفاداری اس کی بقا کی ضامن ہو سکتی ہے ۔

دوسرا مسئلہ تشخص کا ہے جس کا ذکر میں نے اس مضمون کی ابتدائی سطروں میں کیا ہے ۔ اگر ہم ۲۷ رمضان المبارک کو یوم استقلال منائیں تو سلامی رو سے ایک تطابق پیدا ہو سکتا ہے اور یہ مِلّی وحدت قوت کی صورت اختیار کر سکتی ہے ۔ ہم جب اپنے تشخص کے اظہار پر اعتماد خودی اور خودداری کے ساتھ آگے بڑھیں گے تو لوگوں کو بھی ہماری اس روایت کا احترام کرنا پڑے گا اور ہمارے ساتھ تعلقات میں ہمارے اس تشخص کو ملحوظ رکھیں گے اور اس طرح اسلامی تقویم استعمال کریں گے مگر ہم نے اپنی تقویم صرف عبادات تک محدود کر کے معاشرے سے عملاً اس کا رشتہ منقطع کر دیا ہے ۔

کیا ہمیں اس تاریخ ۲۷ رمضان المبارک پر ناز نہیں ہے ؟ کیا اس مبارک تاریخ کو قرآن پاک کی پہلی آیت نازل نہیں ہوئی تھی ؟ کیا اس ماہ مبارک کی ٹھیک اسی تاریخ کو مملکتِ پاکستان وجود میں نہیں آئی تھی ؟ کیا ہم اپنا یوم استقلال اس طرح نہیں منا سکتے جو بیک وقت ان تمام عظیم الشان روایات کی آئینہ دار ہو؟ ہماری تاریخ ہم سے پوچھ رہی ہے ، ہمارا ملی تشخص ہم سے پوچھ رہا ہے ، ہماری تہذیب ہم سے پوچھ رہی ہیں ، ہمارا عہد جو ہم نے اللہ کے ساتھ کیا تھا وہ پوچھ رہا ہے کیا اس کی جوابدہی ہم سب پر یکساں طور پر نہیں عائد ہوتی ۔

ترجمہ : اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے ۔ نیک عمل کرے اور کہے کہ میں تو مسلمان ہوں ۔"

(فصلت)

بات صرف اس کی نہیں ہے کہ انسان اللہ کو اپنا رب کہہ دے اور بیٹھ جائے ۔ حقیقی خوبی تو یہ ہے کہ اسلام کو نظام زندگی کی حیثیت سے قبول کرے اور اپنے سارے عملی مظاہر سے اسلام کا تشخص ظاہر کرے ۔ یہ نہیں کہ اگر جشن عیش و طرب کا موقع ہو تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے احسانات بھول کر اپنے آپ سے بیگانہ ہو جائے اس کی خوشی کی تقریبات میں اسلام کا کوئی امتیازی نشان موجود نہ ہو ۔

فرح و سرور خواہ انفرادی سطح پر ہو یا قومی سطح پر اسلام کے مزاج کے خلاف نہیں ہے ۔ اس نے ہمیں خود خوشی کے مواقع بتائے ہیں اپنی نعمتوں کے ذکر کا حکم دیا ہے لیکن اس نے خوشی کا جو سب سے بہتر سبب بتایا ہے وہ نزولِ قرآن ہے اور اسے محض اتفاق سمجھنا کہ مملکتِ پاکستان اس مبارک مہینے اور مبارک شب کو وجود میں آئی انتہائی سہل انگاری ہے ۔ اس میں یہ اشارہ پنہاں ہے کہ ہم نے جس جبر و ستم اور ظلم و استحصال نیز جس غلامی اور محکومی کے خلاف جدوجہد کی تھی ، ان سارے مقاصد سے نجات کے لیے اکسیر یہی کتاب عظیم ہے ۔ اور اس کی تاریخ نزول پر یہ مملکت ہمیں ایک بار پھر عطا کر کے ہمارے عزم و عمل کا امتحان لیا جا رہا ہے ۔ اگر واقعی ہمیں غلامی سے نجات مطلوب ہے تو اس کتاب مبارک کے بخشے ہوئے نظام کو قائم کریں ۔ اقتدار کی مسندوں کا ردّ و بدل مسائل کا حل نہیں ہوا کرتا ۔ اصل مسئلہ نظام زندگی اور حاکمیت کا ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کہیں کہ ملک کا مالک تو اللہ ہے :۔

ترجمہ : کہہ دیجئے اے نبیؐ کہ اے اللہ تو ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے تو ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے ۔"



ہمیں سلب نعمت سے ڈرنا چاہیئے ۔ اس لیے کہ یہ سنّت الٰہیہ ہے کہ عدم تشکر کی صورت میں نعمتیں سلب ہو جاتی ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر دُعا فرمایا کرتے تھے ۔

ترجمہ : خداوندا ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیری بخشی ہوئی نعمت زائل ہو جائے ۔"

مملکتِ پاکستان بھی نعمت خداداد ہے ۔ اگر ہم نے اس کی زندگی اور اس کے معاشرے کا رشتہ قرآن سے مستحکم نہیں کیا اور قوم کو یہ ذہن نشین نہیں کرایا کہ اس کے وجود اور ہمارے استقلال کی تاریخ نزولِ قرآن کی تاریخ محض اتفاقی نہیں ہے بلکہ اس کے یہ مضمرات ہیں تو پھر ہم اس نعمت کے تشکر کا حق ادا کرنے سے قاصر رہیں گے اور انجام معلوم ۔

میں نے احتیاط و اختصار کے ساتھ مسئلے کا ہر پہلو ملّتِ پاکستانیہ کے سامنے رکھ دیا ہے اور اس کے بعد میں ملّت سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ اس مسئلے پر گہرائی اور گیرائی کے ساتھ غور کرے گی ۔

ہماری ہر حکومت حتیٰ کہ حکومتِ وقت بھی ــــ ۲۷ رمضان المبارک کو نظر انداز کر کے ۱۴ اگست کو یوم قیام پاکستان اور یوم آزادی منانے پر اصرار کرتی رہی ہے درآنحالیکہ فکر و نظر کا بھی تقاضا یہ ہے کہ ہمیں کسی تامل و تاخیر کے بغیر فکر و عمل کی اس غلطی کو تسلیم کر لینا چاہیئے اور پورے اعتراف کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ اب ہم مملکت اسلامیہ پاکستان کا یوم آزادی ۲۷ رمضان المبارک کو منائیں گے ۔ اہلِ وطن کو اس راہ میں صحت و ثبات کے ساتھ پیشقدمی کرنی چاہیئے

میرا خطاب صاحبانِ فکر و قلم سے بھی ہے اور میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ حالات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیں اور فکر و قلم کی پوری توانائیوں کے ساتھ انقلابِ فکر کا سامان کریں ۔

---

**بقیہ : ذکر الٰہی**

کے حروف و الفاظ لکھ دیتے جاتے ہیں تو وہ مقدس اور محترم ہو جاتا ہے اور اسے جلانا جائز نہیں رہتا ۔ تو جس مومن کے دل میں خدا کی ذات و صفات کے جمیع احکام و اسماء الٰہیہ جمے ہوئے ہوں اسے کریم و مقدس ہستی آگ میں کیسے جلائیگی قرآن مجید کو اگر جُنبی شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا تو جس سینے میں قرآن مجید محفوظ ہوگا اسے جہنم کی آگ کیسے جلائے گی ۔

---

**بقیہ : مولانا حافظ محمد گوندلوی**

گوندلوی علم و عرفان کی درس گاہ تھے ۔ جس سے لاتعداد تشنگان علوم قرآن و حدیث نے سیرابی حاصل کی ۔ ان کے کثیر تلامذہ اندرون و بیرون ملک دین اور دینی علوم کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔ ان کے انتقال سے دنیا ایک اصول پسند محقق و مدبّر عالم دین اور مبلّغ قرآن و سنت سے محروم ہو گئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ۔ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ۔ مرحوم کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

ادارہ خدام الدین مولانا گوندلوی مرحوم کے جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے ( ادارہ )

تلخیص و ترجمہ: قدیر اختر ندوی

# اس دور میں اسلام کے دشمنوں کا طریقہ کار کیا ہے؟

## رابطہ عالم اسلامی کے سیکریٹری جنرل عبداللہ عمر نصیف سے انٹرویو

حال ہی میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی جو کانفرنس ہوئی، اس کے اختتام پر سیکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف سے ایک عرب صحافی نے ملاقات کی اور بعض اہم موضوعات نیز رابطہ کی آئندہ مہم سے متعلق بعض سوالات کیے۔

رابطے کی اس نشست میں ایک قرارداد یہ بھی پیش کی گئی تھی کہ مسلم دنیا میں اس وقت جو باہمی کشاکش ہے، اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس قرارداد کی منظوری کے بعد ایک کمیٹی کی تشکیل ہوئی اور اس کے سامنے نئے سیکریٹری جنرل نے دائرہ کار کا تعین کرتے ہوئے اس کی مکمل وضاحت کی۔

عبدالعزیز تمیمی نے ان سے ان سے پوچھا کہ رابطے کے ارکان اپنی تجاویز کو عملی جامہ کس طرح پہنائیں گے؟

ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے کہا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رابطے کا قیام ۱۳۸۲ھ میں باقاعدہ عمل میں آیا تھا اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس نے اپنی سرگرمیاں شروع کردی تھیں، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسے اکثر مقاصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے سامنے اہم مسئلہ ساری دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلانا اور مسلم آبادیوں میں تعلیم و تربیت کے لیے اداروں کا قیام نیز مساجد اور اسپتالوں کے قیام کے علاوہ قرآن پاک کے نسخوں کی طباعت اور ان کی کثیر در کثیر اشاعت کا بھی ہے تاکہ قرآن پاک دشمنوں سے اپنے دفاع اور ان کے خلاف جہاد میں اُن کی رہبری کے لیے ان کے سامنے ہو۔ قرآن پاک کے نسخوں کی طباعت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ اکثر مسلم ممالک اپنی ضرورت کے مطابق کلام پاک کے نسخوں کی طباعت کا اہتمام نہیں کر سکتے، اس لیے سعودی عرب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہر سال اپنے صَرف سے بیس لاکھ نسخے طبع کردا کر دیگر مسلم ممالک میں ہدیہ اور تحفے کے طور پر بھیجے گا اور یہ ذمہ داری رابطے کو دی گئی ہے۔

سیکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے بتایا کہ اس دور میں مسلمانوں کا ایسے دشمنوں سے



مقابلہ ہے جو صحت و تعلیم کے میدان میں خدمت کے بہانے مسلم معاشرے میں داخل ہوتے ہیں اور غیر محسوس طور پر ان کے پسماندہ ہونے کا یقین دلا کر اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور اپنی برتری ان پر ثابت کرکے ان کے معتقدات پر حملے شروع کردیتے ہیں، اس سے بھی زیادہ عیارانہ عمل جو اسلام کے دشمنوں نے شروع کر رکھا ہے، وہ اقتصادیات کا میدان ہے یا زراعت کا تکنیکی شعبہ ہے جو مسلم ممالک کو غربت، افلاس اور غذائی قلت کا احساس اس انداز سے دلاتا ہے جیسے یہ سب کچھ ان کے اپنے مذہب سے وابستگی کا نتیجہ ہے اور اس طرح کے مسائل سے اس وقت صومالیہ، سوڈان اور افغانستان جیسے ممالک کے مسلمان دوچار ہیں گویا علمی اور تکنیکی ترقی کا سبز باغ دکھا کر بڑی عیاری سے اسلام کے خلاف محاذ آرائی کرنے میں دشمن مصروف ہیں۔

جب اس صحافی نے ڈاکٹر عبداللہ عمر سے پوچھا کہ رابطے نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ مسلم ممالک میں زیادہ سے زیادہ ڈاکٹر اور انجینئر پیدا کرنے کے لیے درسگاہوں اور اداروں کے قیام میں مالی امداد و تعاون کی ایک بھرپور مہم شروع کرے گا تو کیا اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے اقدامات شروع ہو چکے ہیں؟"

سیکریٹری جنرل نے کہا کہ رابطے نے باقاعدہ مکۂ مکرمہ میں ایک ایسا شعبہ قائم کردیا ہے جو اسلامی دنیا کے مختلف حصوں میں دعوت کا فریضہ انجام دے سکے اور ان ممالک کے متعلق سفارشات پیش کرسکے جہاں ترجیحی طور پر میڈیکل کالج اور انجینئرنگ کالج قائم کیے جانے چاہئیں۔

سیکریٹری جنرل نے کہا کہ ہمارا دوسرا پروگرام یہ ہے کہ نئی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کے لیے ایک خصوصی تربیت کا ادارہ مکۂ مکرمہ میں قائم کیا جائے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ ادارہ قائم ہو چکا ہے اور تربیت زور و شور سے جاری ہے۔

جب صحافی نے پوچھا کہ آپ اسلام کے مبلغین میں کون سے اوصاف دیکھنا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے کہا کہ دراصل دعوت و تبلیغ کے قدیم روایتی طریقے آج زیادہ موثر نہیں رہے۔ اس دور میں حربی تکنیک اور تمدنی و ثقافتی جنگ کا بازار گرم ہے۔ مزید برآں ابلاغ اور پروپیگنڈے کے وسیع ذرائع سے کام لیا جارہا ہے اور فکری انقلاب کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس لیے آج تبلیغ کا صحیح فریضہ وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں جو کتاب و سنت سے گہری واقفیت کے ساتھ ساتھ جدید عمرانی علوم اور نئے تمدنی مسائل کا بھی گہرا شعور رکھتے ہوں اور ان کے عوامل و محرکات سے پوری طرح باخبر ہوں تاکہ وہ لوگوں کے ذہن کو اپیل کرنے والی باتیں کہہ سکیں اور عصر حاضر میں زندگی کے ان مسائل کا حل پیش کرسکیں جو چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ابھی آپ نے قرآن کریم کی طباعت کا ذکر کیا تھا۔ کیا رابطے کے پیش نظر کچھ اور موضوعات کی خاص کتابوں کی طباعت اور ان کی اشاعت کا پروگرام بھی ہے؟ صحافی نے پوچھا۔

ڈاکٹر نصیف نے کہا کہ میں نے ابھی ابھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اولاً قرآن کریم کے نسخوں کی طباعت اور اشاعت، پھر اسلامی تاریخ و تمدن کی اہم کتابوں کی طباعت کا مسئلہ بھی زیر غور ہے۔ ان میں وہ کتابیں بھی ہیں جو ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس مقصد کی تکمیل

### بقیہ: خطبہ جمعہ

روزے اور رمضان کی روح کو سمجھ لیں اور دینی غیرت و حمیّت سے سرشار ہو کر میدانِ عمل میں نکل آئیں تو امتِ مسلمہ آج بھی اپنی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ پا سکتی ہے اور مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں۔ عراق ایران جنگ سے لے کر ہمارے ملک میں نہری پانی کی تقسیم تک کے تمام تنازعات و مسائل اسی لیے کھڑے ہوئے ہیں کہ مسلمان دین چھوڑ کر بیٹھ گئے۔ اعمال کی رُوح ناپید ہو چکی ہے ورنہ اسلام آج بھی ناقابلِ تسخیر قوت اور قیامت تک اس کی عظمت و صداقت کا پھریرا چاردانگ عالم میں لہراتا رہے گا۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔

### بقیہ: انٹرویو

کے لیے بیشتر مسلم ممالک نے تعاون کیا ہے لیکن قائدانہ رول سعودی عرب نے ادا کیا ہے اور مدینہ منورہ میں ایک جدید طرز کا بہت بڑا پریس قائم کیا جا چکا ہے جہاں کام ہو رہا ہے۔ عیسائی مشنریاں تو ہر سال لاکھوں کی تعداد میں انجیل کے نسخے شائع کرتی ہیں لیکن مسلمان اپنے فرض سے غافل ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کے کون کون سے شعبے ہیں، اور اس کا دائرۂ عمل کیا ہے؟ کچھ اس پر روشنی ڈالیں۔ عرب صحافی نے کہا۔

ڈاکٹر نصیف نے کہا کہ رابطے کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس کے متعدد شعبے ہیں۔ ایک شعبہ تو اعلیٰ سطحی ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ مساجد کا نظم و نسق کرے اور عالمی فقہ کے اراکین اس کی رہنمائی میں کام کریں۔ ان ارکان میں پاک و ہند کے بھی بعض علماء ہیں۔ سیکرٹری جنرل پوری دنیائے اسلام میں رابطے کی تنظیمی سرگرمیوں کے نگراں اور اس شعبے کے سربراہ ہوتے ہیں۔ ایک شعبہ اطلاعات کا ہے۔ اس کی اضافی ذمہ داری رابطے کے تحت قائم ہونے والے تعلیمی اداروں کی نگرانی بھی ہے۔ رابطے کا ایک ہمت اہم کردار سیاسی نوعیت کا بھی ہے اور وہ مختلف ممالک میں اس کردار کی ادائیگی کے لیے ایک فعال ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ موتمر اسلامی میں رابطہ مسلم ممالک کے اقتصادی اور اجتماعی مشیر کی حیثیت سے اپنا فرض انجام دیتا ہے ساس کا ایک شعبہ اسلامی سربراہی کانفرنس میں بھی نگراں اور منتظم کی حیثیت سے شریک ہوتا ہے، بلاشبہ اس میں وہ کوئی فعال تنظیم کی حیثیت سے نہیں بیٹھتا، تاہم اس کانفرنس کی تجاویز اور اس کی قراردادوں پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور کرنا رابطے کے فرائض میں ہے۔

فقہ اسلامی کے شعبے کے دائرۂ عمل کی کچھ مزید وضاحت کریں۔

ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے کہا آج عالمِ اسلام کو جن نئے حالات کا سامنا ہے اور جن پر فقہی حیثیت سے غور و خوض کرنا ہے، یہ کام شروع ہو چکا ہے اور اس شعبے میں مختلف اسلامی ممالک کے ایسے ماہرین کام کر رہے ہیں جو قدیم و جدید دونوں علوم

بقیہ صفحہ نمبر [illegible] پر

### بقیہ: ائمہ مساجد

پیدا کرنا، باہمی احترام میں اضافہ اور خدمت دین اور معاشرے کی فلاح و اصلاح کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں عامۃ الناس سے مسلسل قریبی رابطہ قائم رکھنا مستقبل کے دینی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں علاقہ کے نوجوانوں اور بچوں میں دینی شعور اور جذبۂ شوق و عمل بیدار کر کے تبلیغ و اصلاح کی جد و جہد کو خاطر خواہ تقویت دی جا سکتی ہے۔



# کیپٹن جیکز کوسٹو کا قبولِ اسلام

سید اختر احسن

قوت عمل سے محروم اور محمل تخیل پسندوں کے لئے اسلام کوئی آماجگاہ نہیں ہے کہ عملی طور پر پھر ایک بار یہ ثابت ہوا ہے کہ اسلام زندگی کے ہر شعبہ کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور توجہ اپنی طرف مبذول کراتا ہے۔

ڈاکٹر موریس بکالے جو ایک ممتاز نو مسلم سرجن ہیں کا رشتہ قرآن کے ساتھ اس وقت قائم ہوا جب وہ مرحوم شاہ فیصل کا علاج کر رہے تھے اور اس کے بعد انہوں نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "بائیبل، قرآن اور سائنس" لکھی۔ انہوں نے مطلع کیا ہے کہ کیپٹن جیکز کوسٹو نے حال ہی میں اسلام قبول کر لیا ہے۔

کیپٹن کوسٹو اور ان کے تحقیقاتی گروہ کی زیرِ آب تصاویر پردۂ سیمیں پر حیرت کے ساتھ دیکھی جاتی ہیں۔ دنیا کے مشہور سمندروں میں ان کے بہت سے آزمائشی تجربات سائنسدانوں کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے والے ہیں۔ اس عظیم محقق کو جو فرانس کے صدر کی طرح مشہور ہے کس شئے نے اسلام کے دامن میں پناہ لینے کی ترغیب دی؟ اس کا جواب وہ خود دیتے ہیں کہ:۔

"ہم اس تحقیق و تدقیق پر غور و فکر کر رہے تھے کہ جس کی رو سے سمندروں کے درمیان ایسی رکاوٹیں ہیں جن سے آپس میں ملے ہوئے سمندروں کے خواص الگ الگ دیکھنے میں آئے ہیں۔ ہماری تحقیقات ثابت کرتی ہیں کہ بحیرہ روم کا درجہ حرارت اور نمکیاتی اجزا کی موجودگی سے اس کے پانی کی کثافت واضح طور پر بحر اوقیانوس سے مختلف ہے۔ حالانکہ یہ دو سمندر جبل الطارق کے ذریعے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

دو سمندروں کے آپس میں ملاپ سے دونوں کے پانیوں کا درجہ حرارت اور نمکیاتی کثافت میں یکسانیت پائی جانی چاہیئے۔ لیکن ان میں اختلاف کا انکشاف میرے لئے پریشانی کا باعث تھا۔

دوسری طرف اپنی تحقیقات کے نتیجے میں جرمن سائنسدانوں کی ایک جماعت نے ۱۹۶۲ء میں یہ انکشاف کیا تھا کہ بحیرہ قلزم اور خلیج عدن کے پانیوں کے خواص ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مزید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ جہاں کہیں دو پانی ملتے ہیں وہاں کوئی رکاوٹ موجود ہے۔

کیپٹن کوسٹو نے ان تحقیقات کے نتائج سے اپنے دوست ڈاکٹر موریس بکالے کو آگاہ کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ ان کی کوئی نئی دریافت نہیں ہے قرآن مجید چودہ سو برس پیشتر ان حقائق کو اپنے اندر آشکارا کر چکا

(باقی ۲۸ پر)

موجودہ حالات میں

# ائمۂ مساجد کی ذمہ داریاں

مولانا فیض محمد فیض نقشبندی
صدر تنظیم اہلسنت
صوبہ سندھ کراچی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ تعالےٰ نے "خیر امت" کے نام سے یاد فرمایا ہے (آل عمران) دنیا کی بہترین امت اس واسطے کہ کارِ نبوت اس امت سے لیا جائے گا۔

اس امت کا ہر فرد اس پر مامور ہے کہ "امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور "دعوت الی اللہ" کا کام کرے اور اس کام کے لئے امکان بھر تیاری کرے۔ اور اپنے آپ کو اللہ کے ہاں بکا ہوا سمجھے۔

یہ فریضہ خاص طور پر اُن افراد پر عائد ہوتا ہے جو علم دین کی دولت سے بہرہ ور ہوں اور اگر مساجد کے امام بھی ہوں تو اس علاقے کے لئے راہ دکھلانے کی ذمہ داری ان پر مزید طور پر آئی ہے۔

اسی نظام کے تحت جب اسلام پھیلا تو ہر جگہ کے لئے امام بھیجے گئے انہوں نے ہر جگہ اپنی ذمہ داری ایسی ادا کی کہ ہر جگہ دین کے علم و عمل کا نور چمکا، دور دور علاقوں میں بھی ہر جگہ مساجد، دینی علوم اور تقویٰ کا مرکز بن گئیں اور عوام میں علم و عمل کی تلاش اور پیاس پیدا ہوئی۔

پاکستان بھی اسلام کے نام پر بنا تھا۔ مساجد اور علمی کتابیں پہلے سے موجود تھیں۔ اور اس میں حیرت انگیز طور پر سو گنا ترقی ہوئی۔ مگر مادیت کی طرف توجہات کی وجہ سے مقاصد کی طرف لاپرواہیاں برتی گئیں اور معاشرے میں خرابیاں اور دینی نقصانات رونما ہوئے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مساجد کے ائمہ کرام اور خطباء حضرات اپنی پوری ذمہ داریاں ادا کریں ورنہ لادینیت کی مسلسل لہریں اور بیرونی دشمنانِ دین کی کوششیں تباہی کے خطرات کو دوچند کئے ہوئے ہیں۔ صرف پوری کوشش سے سابقہ لاپرواہیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ تمام اختلافات کو مٹا کر والہانہ طور پر قرآن و سنت کی روشنی کو قائم کرنا اور بڑھانا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ ہر مردِ مومن اللہ کے ہاتھ جان و مال کے ساتھ بکا ہوا ہے۔ اگر اس کا عملی ثبوت ہم سب نے اور خصوصًا اہلِ علم نے نہ دیا تو نہایت پریشان کن تباہی کو دور نہیں سمجھنا چاہیئے۔ پورے ماحول کا تقاضا ہے کہ ہر اہل علم و بصیرت کو اس تعمیری کام میں بلاتاخیر سرگرم عمل ہو جانا چاہیئے تاکہ اسلامی معاشرہ بھی بنے اور استحکام پاکستان کا مقصد بھی حاصل ہو۔ اپنے ہم فکر احباب میں نظم وضبط

---



# تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

نام کتاب: "عجیب و غریب واقعات"
مصنف: سید امین گیلانی
ناشر: السادات اکیڈمی، فاروق آباد ضلع شیخوپورہ
قیمت: دس روپے صرف

محترم سید امین گیلانی کے نام سے کون واقف نہیں۔ اس درویش صفت انسان نے ساری زندگی قلندری میں بسر کی ہے۔ اُسے اسلاف کی صحبتوں کا رنگ چڑھا ہے۔ اس نے نہایت نامساعد حالات میں بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا وہ نصف صدی سے زائد اپنے کلام کے ذریعے حق کی آواز بلند کرنے میں مصروفِ کار ہے اور راس راستے میں آنے والی مشکلات اس کے پایۂ استقامت میں ذرا بھر لغزش پیدا نہیں کر سکیں ایسے لوگ قوم کے ماتھے کا جھومر ہوا کرتے ہیں آنے والی نسلیں یقیناً اس مردِ قلندر کی زندگی سے راہنمائی حاصل کرتی رہیں گی۔

زیر نظر کتاب عجیب و غریب واقعات" بڑی عمدہ اور دلچسپ کتاب ہے۔ اس میں مصنف نے اپنی زندگی سے متعلق ایسے واقعات درج کئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور بعض واقعات اپنے بزرگوں سے متعلق ہیں۔ جنہیں پڑھ کر اسلاف کی عظمت کا یقین مزید پختہ ہو جاتا ہے۔ قارئین کرام کو اس عجیب و غریب واقعات کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

---

نام کتاب: السلام علیکم
مصنف: ممتاز احمد قریشی
قیمت: ۱۲/- روپے
ناشر: السادات اکیڈمی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

ملنے کے پتے: مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
۲- جامع توحیدیہ رجسٹرڈ۔ جہانگیر روڈ شیخوپورہ۔
۳- حافظ بکڈپو، بازار کلاں پسرور ضلع سیالکوٹ
۴- مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ

زیر نظر کتاب "السلام علیکم" ایسے وقت میں لکھی گئی ہے جب کہ اس کرۂ ارضی پر بسنے والے انسان انتہائی انتشار و افتراق کا شکار ہیں۔ آج صرف یتیم کے نالے اور بیوہ کی آہیں ہی نہیں اٹھ رہیں بلکہ ہر انسان کے دل سے ایک شور نشور پیدا ہو رہا ہے۔ اور وہ کسی ایسی نوید کا منتظر ہے جو اس کے دکھوں کا مداوا ہو۔ ہر انسان چھوٹا ہو یا بڑا خوف و ہراس کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور وہ دن رات سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ یہی حالات چودہ صدیاں قبل بھی تھے۔ جب سرورِ کائنات حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے اور پوری کائنات کے لئے امن و سلامتی کا پیامبر بنے۔ اسلام نام ہی امن و

سلامتی کا ہے۔ اس لئے اس مذہب نے ملنے جلنے کے لئے بھی سلامتی ہی کو منتخب کیا۔ "السلام علیکم" کے الفاظ میں امن و سلامتی کا پیغام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ خدا اجر دے ممتاز احمد قریشی صاحب کو جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں مصنف نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب سے اسلام میں ملنے جلنے کے جو آداب ہیں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

قارئین کرام کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ ہم یہاں السادات اکیڈمی کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ایسی عمدہ اور اصلاحی کتاب شائع کر کے ایک ضروری اور احسن فریضہ انجام دیا ہے۔

---

نام کتاب : یادِ دوست
مصنف : مولانا محمد ادریس الانصاری
ناشر : ادارۂ تبلیغ اسلام
قیمت : ۲۷/- روپے
ملنے کا پتہ : بستی پبلی کیشنز، الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری رہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "جو دم غافل سو دم کافر" کیونکہ عارفین کاملین کا ذوق و مسلک یہ ہے ؎

از بروں درمیانِ بازارم
و از دروں خلوتے ست با یارم

یعنی بظاہر میں بازار میں ہوں مگر باطن میں خدا تعالےٰ کی یاد میں ہوں۔

گویا زیادہ وقت اللہ کی یاد میں گزارنا ایمان و عقل کی نشانی ہے اور یہی تقاضائے ایمان بھی۔ ایک حدیث میں اسی قسم کا ایک مضمون ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے نزدیک افضل مراتب والا کون ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: بکثرت ذکر کرنیوالا"

زیر نظر کتاب "یادِ دوست" میں عارف باللہ مولانا عبدالغفور عباسی مدنی نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد ادریس انصاری نے اللہ تعالےٰ کے ذکر کی ضرورت، اس کی دعوت اور اسلام میں ذکر و فکر کی اہمیت کو قرآن عزیز، احادیث مقدسہ، آثارِ صحابہؓ اور افکار اولیاء کرامؒ کی روشنی میں واضح فرمایا ہے۔

دورِ حاضر میں انسان اپنے مشاغل کثیرہ کی وجہ سے اس سے غافل ہو گیا تو اولیاء کرامؒ نے تو اس ذکر کو تلقین و ارشاد کے ذریعہ پھیلانے کی سعی کی اور طرق و سلاسل صوفیہ میں مختلف طریقہ ہائے ذکر نے رواج پایا اور انسانیت جو گم گشتہ راہ تھی پھر سے راہِ ہدایت پر گامزن ہو گئی۔

"یادِ دوست" کے مطالعہ سے انسان میں خلوص و للٰہیت اور ذکرِ قلبی کا رجحان غلبہ پاتا ہے۔ تاہم قارئین کو پُرزور سفارش کریں گے کہ اس کتاب سے بھرپور استفادہ کریں جو اعلیٰ کتابت اور عمدہ طباعت کا شاہکار بھی ہے۔

---





# امتحان سالانہ درجہ حفظ مدرسہ تجوید القرآن

## متعلقہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ، لاہور

کل نمبر ۱۰۰ —— کامیابی ۱۰

| نمبر شمار | نام طلباء | مقدار خواندگی | نمبر حاصل کردہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | محمد عبدالباسط | پورا قرآن پاک | ۱۰۰ | ماشاء اللہ خوب یاد ہے۔ پڑھنا بھی اچھا ہے۔ |
| ۲ | محمد محسن خان | پورا قرآن پاک | ۹۹ | اچھا یاد ہے تلفظ کمزور ہے۔ |
| ۳ | معین احمد ملک | پورا قرآن پاک | ۷۹ | تلفظ اچھا ہے منزل کمزور ہے۔ |
| ۴ | ضیاء الحق خان | پورا قرآن پاک | ۹۰ | شروع والی منزل کمزور ہے آخری منزل یاد ہے |
| ۵ | محمد عثمان | پورا قرآن پاک | ۹۰ | منزل کمزور ہے |
| ۶ | محمد یحییٰ | پورا قرآن پاک | | غیر حاضر |
| ۷ | محمد عبدالرحمٰن | اکیس پارے ختم | ۹۰ | جوان آدمی ہے منزل کمزور ہے۔ |
| ۸ | طاہر حسین | اٹھارہ پارے ختم | ۹۵ | |
| ۹ | عبدالرزاق | پانچ پارے ختم | ۱۰۰ | ماشاء اللہ ہر طرح قابل انعام ہے۔ |

| نمبر شمار | نام طلباء | مقدار خواندگی | نمبر حاصل کردہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | محمد کلیم خان | سات پارے ختم | ۷۰ | |
| ۱۱ | راشد محمود | چھ پارے ختم | ۹۰ | |
| ۱۲ | ندیم احمد | دس پارے ختم | ۸۰ | بعد میں امتحان میں شامل ہو گیا |
| ۱۳ | احمد امین | چار پارے ختم | ۹۵ | |
| ۱۴ | عباد الرحمٰن | سات پارے ختم | ۵۵ | |
| ۱۵ | جاوید ارشاد | چھ پارے ختم | ۹۵ | |
| ۱۶ | احمد فیصل | ساڑھے تین پارے | ۹۸ | |
| ۱۷ | محمد طلحہ خان | ڈھائی پارے | ۹۹ | ماشاء اللہ قابل انعام ہے۔ |
| ۱۸ | تشکیل احمد | " | ۹۰ | |
| ۱۹ | محمد مدثر خان | آخری پارہ عم | ۹۰ | |
| ۲۰ | محمد طاہر خان | نصف پارہ عم | ۹۳ | |
| ۲۱ | ذوالقرنین | " | ۹۷ | |
| ۲۲ | کاشف فاروق | پارہ عم مکمل آخری تین رکوع | ۹۵ | |

# امتحان سالانہ درجہ ناظرہ مدرسہ تجوید القرآن متعلقہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

کل نمبر ۱۰۰ —— کامیابی ۴۰

| نمبر شمار | نام طلباء | مقدار خواندگی | نمبر حاصل کردہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | بشیر احمد خان | پورا قرآن پاک | ۸۸ | محنت کی ضرورت ہے، |
| ۲ | کاشف فاروق | پورا قرآن پاک | ۶۷ | دعا قنوت یاد نہیں ہے |

| نمبر | نام | سبق | نمبر | نمبر | نام | سبق | نمبر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳ | ندیم مختار | پارہ الم | ۹۶ | ۱۷ | اشفاق | نورانی قاعدہ حٹ | ۵۰ |
| ۴ | محمد یوسف | ڈھائی پارے | ۹۵ | ۱۸ | سلمان | ” ” ” | ۵۲ |
| ۵ | عامر غلام محمد | پارہ آٹھ نصف | ۵۰ | ۱۹ | لئیق احمد | ” ” ” | ۸۴ |
| ۶ | محمد زکریا | پارہ عم آخری ربعہ | ۷۰ | ۲۰ | بھا خان | ” ” | ۸۵ |
| ۷ | عبدالقدیر | پارہ عم نصف | ۷۵ | ۲۱ | عثمان | ” ” صٹ | ۷۴ |
| ۸ | محمد محسن | پارہ عم آخری ربعہ | ۷۰ | ۲۲ | ریحان اظہر | ” ” تختی ۱۰ | ۹۵ |
| ۹ | محمد نعیم | چار پارے ختم | ۷۳ | ۲۳ | ہارون | ” ” ۲ | ۶۴ |
| ۱۰ | مشتاق احمد | نورانی قاعدہ تختی ۱۲ | ۷۳ | ۲۴ | عرفان غلام محمد | ” ” | ۷۰ |
| ۱۱ | شہزاد | ” ” ص ۹ | ۷۳ | ۲۵ | فیصل نوید | قرآن ختم ناظرہ | ۶۵ |
| ۱۲ | اعجاز احمد | ” ” ٹ | ۸۲ | ۲۶ | عاطف | ” ” | ۷۰ |
| ۱۳ | عرفان | ” ” | ۸۱ | ۲۷ | الیاس | ” ” ” | ۹۵ |
| ۱۴ | محمد عمران | پارہ آٹھ رکوع ۲ | ۷۶ | ۲۸ | لائق | | ۴۵ |
| ۱۵ | عاطف | نورانی قاعدہ صٹ | ۷۷ | ۲۹ | شاہد محمود | | ۵۰ |
| ۱۶ | ندیم احمد | ” ” | ۶۸ | ۳۰ | محمد آصف | دو پارے ختم | ۹۰ |

مدرسہ تجوید القرآن شیرانوالہ گیٹ لاہور کی خصوصی کلاسوں (بعد نماز فجر و بعد نماز مغرب) کے امتحان کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں

| نمبر | نام | ولدیت | نمبر | نمبر | نام | ولدیت | نمبر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ام سلمہ | محمد امین | ۱۰۰ | ۱۴ | محمد عمران اسلم | اسلم | ۶۰ |
| ۲ | صائمہ | طارق محمود | ۹۰ | ۱۵ | سعید انور | حاجی بشیر احمد | ۷۵ |
| ۳ | گلشن | محمد حکیم خان | ۸۰ | ۱۶ | حفیظ احمد | بشیر احمد | ۶۵ |
| ۴ | مریم اشرف | محمد اشرف | ۷۵ | ۱۷ | آفتاب احمد | اللہ رکھا | ۹۴ |
| ۵ | منیرہ | محمد حسین پیٹھے والا | ۷۵ | ۱۸ | رحمت اللہ | عصمت اللہ | ۹۰ |
| ۶ | راشدہ | محمد کلیم خاں | ۷۲ | ۱۹ | آفتاب | محمد بوٹا | ۸۰ |
| ۷ | ام کلثوم | محمد اشرف | ۷۰ | ۲۱ | انیس احمد | بشیر احمد | ۶۵ |
| ۸ | آمنہ | عطا محمد | ۷۰ | ۲۱ | محمد شاہد | عصمت اللہ | ۶۵ |
| ۹ | رضوانہ | نواسی صدر الدین | ۹۹ | ۲۲ | نعیم احمد | اللہ رکھا | ۶۵ |
| ۱۰ | اسماء | طارق محمود | ۷۵ | ۲۳ | جمیل احمد | محمد یحیی | ۷۰ |
| ۱۱ | محمد رفیع | صدر الدین | ۸۰ | ۲۴ | بابر عمران | محمد بوٹا | ۶۷ |
| ۱۲ | محمد شفیع | ” | ۷۵ | ۲۵ | بشیر احمد | محمد یحیی | ۶۵ |
| ۱۳ | مبشر | محمد حسین | ۷۰ | ۲۶ | وسیم احمد | مختار احمد | ۸۰ |